Lesson 4: Yusuf (Ayaat 58-87): Day 14

سُوْمَةُ يُوسُف كي تفسير

Day 14

تیر هویں پارے کا پہلا سبق ہے۔ براہ راست آیتوں پر جانے سے پہلے تھوڑی سی بات آج کے سبق پر کریں گے۔ آج کا سبق جو سب سے پہلی بات سکھا تاہے وہ یہ کہ صبر کا پھل میٹھا ہو تاہے۔ ہر مشکل اپنے وقت پہ ختم ہو جاتی ہے جب اللہ کو کوئی کام لینا ہو تاہے تواسکے حالات اللہ تعالی بنادیتا ہے تقدیر اور تدبیر کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

آج ہم بات کریں گے جب کوشش کے باوجو د بھی تکلیف پہنچ جائے تو کیارویہ ہوناچاہیے۔ ہر علم والے پر علم والے ہے۔ و کھ سکھ کے نام پر دوسروں کی بُرائی کرنے سے کیانقصان ہے اس کو دیکھیں گے اور آخر میں پھر صبر می جمیل۔ بہت ہی خوبصورت سبق ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ بہت ساری آیتیں اس سبق میں کہانی کی طرح لگیں گی کہانی میں ساری باتیں نہیں بتائی جاتیں ہے کہ بہت ساری آیتیں اس سبق میں کہانی کے طرح لگیں گی کہانی میں ساری باتیں نہیں بتائی جاتیں صرف اِس میں غوروفکر کرناہو تا ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ آج کے سبق میں ہمارے لیے کیانئی بات ہے؟

یوسٹ کی کہانی کا ایک نیاباب گھل رہاہے جتنی باتیں جو ابھی گزری ہیں ان میں جو اَب پڑھنے گئے ہیں تقریبا کم ویپش 10 سے 12 سال کا وقفہ ہے باد شاہ کاخواب سے ہوا۔ قبط کے سال آئے؟ یوسٹ نے تعبیر کے ساتھ ساتھ تدبیر بتائی تھی۔ اسی پہ عمل کیا اور نتیجہ کیا نکلا کہ جب قبط آیا جو کہ صِر ف مصر میں نہیں آیا تھا پورے اس خطے میں آیا تھا جس کا شکاریوسٹ کے خاندان کا مُلک فلسطین بھی ہوا۔ یہ قبط وہاں ایک جھوٹی سی بستی تھی جس کانام کنعان تھا میں بھی آیا بلکہ اِرد ِگرد کے تمام علاقے ہوا۔ یہ قبط وہاں ایک جھوٹی سی بستی تھی جس کانام کنعان تھا میں بھی آیا بلکہ اِرد ِگرد کے تمام علاقے

مُتا تُرتے۔ لیکن یوسف یے اپنے علین ہونے کا ثبوت دیا اور اُسوقت میں سامان کو جمع کرتے رہے نتیجہ کیا ہوا؟ کہ جب قحط تھا تو یوسف کے پاس نہ صرف اپنی ضروریات بوری کرنے کے لیے اناج تھا بلکہ اچھے محکر ان کی دلیل دیتے ہوئے انہوں نے اپنے ہمسایہ ملکوں کو بھی ایک آفر دی جس کو آج کی زبان میں کُوٹایارا شن کہہ سکتے ہیں۔ یوسف نے قانون بنایا کہ باہر سے جولوگ آئیں گے ہر بندے کو پَر بیڈے طور پر اتنااناج دے دیا جائے گا۔ جو ایک اُونٹ پر لا داجا سکے یوسف گایہ کر دار بھی بڑا بجیب ہے۔

عام طور پر دُنیا میں جہاں آج دہشگر دی ہے، چند بڑے نککوں نے بہت سے غریب نککوں کواپنے ہاتھ لیا ہوا ہے۔ اُنکی فصلیں اپنی مرضی سے نہیں اُگٹیں۔ یوسف ؓ نے ایسا بُچھ بھی نہیں کیا۔ ایک صورت تو یہ تھی کہ جب یوسف گامال زیادہ ہے ابرد گر د کم ہے، دھمکیاں دیتے، جنگ کی باتیں کرتے، بڑی سخت اور کڑی شرطوں پہ قرضے دیتے۔ یوسف ؓ نے ایسا بُچھ نہیں کیا بلکہ راش بندی کا نظام مُتعارف سخت اور کڑی شرطوں پہ قرضے دیے۔ یوسف ؓ نے ایسا بُچھ نہیں کیا بلکہ راش بندی کا نظام مُتعارف کروایا کہ ایک خاندان کواس قدر غلہ دیا جاتا کہ جوایک اُونٹ پر لاداجا سکے۔ اور اُس کی معمول سی قیمت رکھی جاتی آئی تھوڑی قیمت نہ رکھتے تو بلاضر ورت ہر کوئی لے جاتا اور چیز کے ضا کتے ہونے کا خطرہ تھا چاہے تھوڑی سی قیمت ہو ضرور رکھنی چاہیے۔ یہ خبر کنعان بُہنج گئی۔ فلسطین میں قبط تھا اُن کو یہ پیتہ تھا کہ مِصر میں ایک وزیر ہے جو آنے والوں کو خالی ہاتھ نہیں مُوڑ تا۔ قبط کا اثر یوسف ؓ کے بھائیوں پر بھی ہواانہوں نے وہ بی کیا جو اُس دور میں تھا اُن کو یہ بھی پیتہ نہ تھا کہ آگے وہ کس سے ملنے والے ہیں۔ لیکن بنیا مین کو چھوڑ کر جس کو یعقو بٹنے ساتھ نہیں جا نے دیا۔ اور باتی دس بھائی یوسف ؓ کے مُلک میں آتے ہیں۔ دیکھتے ہیں آگے کیا ہو تا ہے؟ بالکل ایسے لگتا نے دیا۔ اور باتی دس بھائی یوسف ؓ کے مُلک میں آتے ہیں۔ دیکھتے ہیں آگے کیا ہو تا ہے؟ بالکل ایسے لگتا

ہے کہ جیسے کوئی فلم یاڈرامے کاسین ہو اور پیکچر ائزیشن ہو رہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے کام کیسے لیتا ہے آیت نمبر 58

وَجَاءَ اِخْوَةُ يُوسُفَ فَلَ خَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُمُنُكِرُونَ ﴿٥٨﴾

اور بوسف کے بھائی (کنعان سے مصر میں غلّہ خرید نے کے لیے) آئے تو بوسف کے پاس گئے تو بوسف نے ان کو بہجان لیا اور وہ ان کونہ بہجان سکے۔

اِنحُوَةُ يُوسُفَ اللّٰد تعالىٰ نے كه كر ہم سب كوسُوچنے پر مجبور كر دياہے كه وہ بھائى جنہوں نے يوسف كو وَنَحُنُ عُصُبَةٌ كَهَٰ والے آج يوسف كے سامنے بھكارى بَن كے آگئے۔ فَلَ حَلُوْا عَلَيْهِ اور آپ كے سامنے بيش ہوگے فَعَرَفَهُمْ آپ نے اُن كو بہجان لياليكن وہ آ يكونہيں بہجان سكے۔

آپ اُن کے لیے اجنبی سے کیوں؟ پہلی بات کہ یوسف گواللہ تعالی نے حکمت دی تھی غیر معمولی حافظہ دیااور حقیقت ہے کہ اللہ کے راستے میں اپنے آپکولگانے والے سے اپنی ساری خوبیوں کوبڑھا لیتے ہیں اللہ اُس میں برکت دے دیتے ہیں۔ دو سری بات کہ یوسف گو تو پچھ نہ پچھ خبر تھی کہ یہ قافلہ کیدھر سے آیا ہے مثلاً کنعان یا کہیں اور سے جب جُد اہوے سے اگرچہ اُسوقت لڑکین میں سے لیکن پہتہ توساراہی تھا۔ یوسف پہلے سے اُمید کر رہے سے جبکہ اُس کے بھائی کیوں نہیں کر رہے سے ؟ تواسکی وجہ یہ تھی کہ بھائی توئوج بھی نہیں سکتے سے کہ وہ یوسف جس کو کنویں میں پھینا تھا آج وہ مِصر کا بدشاہ بنا بیٹھا ہے۔ حقیقت یہ کے دُکھ دینے والے اور بے قدری کرنے والے بھی نہیں بیچانتے کہ باد شاہ بنا بیٹھا ہے۔ حقیقت یہ کے دُکھ دینے والے اور بے قدری کرنے والے بھی نہیں بیچانتے کہ باد شاہ بنا بیٹھا ہے۔ حقیقت یہ کے دُکھ دینے والے اور بے قدری کرنے والے بھی نہیں بیچانے کہ باد شاہ بنا بیٹھا ہے۔ حقیقت یہ کے دُکھ دینے والے اور بے قدری کرنے والے بھی نہیں بیچانے کہ باد شاہ بنا بیٹھا ہے۔ حقیقت یہ کے دُکھ دینے والے اور بے قدری کرنے والے بھی نہیں بیچانے کہ بی اللہ تعالی اُس کی قدر کیسے کرے گا۔ اللہ نے یوسف گو کنویں سے نکال جس کی ہم ناقدری کر رہے ہیں اللہ تعالی اُس کی قدر کیسے کرے گا۔ اللہ نے یوسف گو کنویں سے نکال

کر تخت پر بیٹھایا۔ جسکو ہمارے ہاں کہتے ہیں فرش سے عرش تک۔ وہ تو سُوج بھی نہیں سکتے تھے، یہاں مزے کی بات دیکھیں کہ یوسف ؓ نے بھا سُیوں کو پہچان لیالیکن بولے نہیں، خاموش رہے۔

اس لیے کہ اُنکوا پنے جذبات پہ قابو تھا۔ پچھلے سبق میں بیہ بات تھی کہ شہوات اشبہات اور شرک کے ساتھ شیطان کاسب سے بڑا تملہ جذبات پہ ہو تا ہے۔ جذباتی لوگوں سے جتنا ہوسکے نی کے رہیں۔

زندگی کا ایک اصول کہ جذباتی بندے سے جتنا اپنے آپکوایک کنارے پر کھیں گے توکل آپ بہت بڑے بڑے بڑے دنیا میں سکتا اگر جذبات نہ ہوں۔ تو بیہ جوبانی ہوتی ہے جوایک بڑے بیک کی صورت میں دُنیا میں آنہیں سکتا اگر جذبات نہ ہوں۔ تو یہ جذبات کی جواپنی ہوتی ہے جوایک بچے کی صورت میں دُنیا میں آجاتی ہے۔ دُنیا میں بہت سارے لوگ ہوتے ہیں جواپنی ہوتی ہے جوایک بچے کی صورت میں دُنیا میں آجاتی ہے۔ دُنیا میں بہت سارے لوگ ہوتے ہیں جواپنی ہوتی ہے کہ ایسے وقوں میں ان کا حال کیا جو تا ہے دور نقصان کیا ہو تا ہے کہ ایسے وقوں میں ان کا حال کیا ہو تا ہے وہ دِل کی با تیں بتانا شُر وع ہو جاتے ہیں۔

خود سے پوچیس، کہ یوسف کی جگہ میں ہوتی اور میر ہے سامنے وہ میر ہے مخالِف ہوتے جنہوں نے چلو قتل کی تو نہیں لیکن مُجھے لیٹ ڈاون کرنے کی تو کوشش کی ہے، تو میں کیا کرتی؟ کیا میں چُپ رہتی؟ یہ ہے آپ کا اصل کِر دار، یہ جو آپ اور میں اِیک دوسرے کو دیکھ رہی ہیں یہ اصلی رُوپ نہیں ہے۔ ایک شعر ہے؛ تُم مروت کو بھی اخلاص سجھتے ہو فراز۔ رُوست ہو تا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

آج کل ہر کوئی جذباتی ہے۔ زناکب ہو تاہے، جذبات کے نام پہ، قتل کیوں ہوجاتاہے؟ لوگوں نے مبھی سوچاہے جذبات کے نام پہلوگ دوستیوں کو دُشمنی میں بدل دیتے ہیں۔ طلاق کیوں ہوتی ہے؟ جذبات کہ نام پہ۔ کوئی پیار سے تو طلاق کالفظ نہیں بولتا۔ جذباتیت بہت زیادہ نُقصان دیتی ہے۔ يوسف ٔ صديق بھي تھے، حليم بھي تھے، مُحُسن بھي تھے، لہٰذاان کا جذبات په قابو تھا۔اس ليے چُپ تھے۔

اس کو کہتے ہیں کہ؛ بناکر فقیروں کا ہم تجیس غالب۔۔ تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں۔

یوسف دیکھناچاہتے تھے کہ اب میں تو نہیں بتاتا، اَب ہو تاکیا ہے بہت بڑا سبق ہے۔ چھوٹی بات نہیں کہ جذباتیت یہ قابویانے والے بادشاہ ہوتے ہیں۔

اک جُملہ کہیں پڑھاتھا کہ جوخود پہ قابو نہیں پاسکتاوہ دوسروں کو کیسے قابو کرے گا۔ بعض او قات ہم

اپنے بچوں کو، بڑوں کو وہی بات سکھارہے ہوتے ہیں جوخود نہیں کررہے ہوتے۔ چینے کے کہتے ہیں کہ

آہتہ بولو۔ ہم وہی ہاپئرنس دِ کھارہے ہوتے ہیں جو ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے بچوں میں آئے۔ تواپنے

جذبات پہ قابو پائیں۔ اور خمل اور دوسری بات ایک اور بھی ہے کہ یوسف کے بھائی بھوکے بھی

حذبات پہ قابو پائیں۔ اور خمل اور دوسری بات ایک اور بھی ہے کہ یوسف کے بھائی بھوکے بھی

دل تھوڑا ہو جاتا۔ تواس سے یہ بھی بات بتا چاتی ہے کہ جو بھو کا ہو تونہ اس کو غم کی خبر منائیں نہ خوشی کی

منائیں۔ اور نہ غصے کے وقت ، اس سے کیا پتا چاتا ہے کہ یوسف نے حالات کی نوعیت کو سمجھا۔ حالات

کی نزاکت کو بہچانا۔ اپنی ذِمہ داری لی. اس سے نیمہ داران کو سبق ماتا ہے۔

ہر حالات میں خود پر نظر رکھیں۔اس وفت مُجھے کیارویہ کرناہے، چپوٹوں کو تو نہیں پتاہو تالیکن خود پہ قابور کھیں۔ مینیج بینٹ کا ایک اصول ہے؛

its better to lose an argument, than lose a person-

یعن کسی اٹرائی میں آپ کاہار جانا بہتر ہے، وقتی طور پہ آپ غالِب آگئے، اگلے کو کھری کھری سُنادیں۔
ہم کہتے ہیں میں نے چُپ کرادیا، وہ چُپ ہو گیا۔ نہیں اُس نے اُسی وقت سوچ لیاتھا کہ آج اُکے ساتھ
اُس کا آخری دن ہے۔ یہ صرف دوستوں میں نہیں ہوتا، سگے بہن بھائیوں میں بھی ہوتا ہے۔ وہ وقت
جس میں ہم نے اگلے کو جیتنا ہوتا ہے، توایسے وقت میں ہم اپنے دلائل دے کے کوئی بڑاکار نامہ نہیں
کررہے ہوتے۔ یہ رویہ ہم نبی میں دیکھتے ہیں۔ ہم ہوتے تو پولیس کو بلاتے کہ اتنے پُر انے قاتل آج
کیڑے گئے ہیں۔ یوسف ایسے نہیں تھے۔

وَلَّنَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِ بِاَحٍ لَّكُمْ مِّنَ اَبِيْكُمْ اللاَتَرَوْنَ اَنِّيَ أُوفِ الْكَيْلَ وَانَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿٥٩﴾

پھر جب اس نے ان کاسامان تیار کر وادیا توچلتے وقت ان سے کہا،"اپنے سوتیلے بھائی کومیرے پاس لانا دیکھتے نہیں ہو کہ میں کس طرح بیانہ بھر کر دیتا ہوں اور کیسا اچھامہمان نواز ہوں۔

سامان خو در کھوایا۔ دل میں کوئی بغض نہیں رکھا۔ لفظ جَھیؓزَ جھاز سے ہے۔ ج، ح، ز، اسی سے لفظ جہاز بھی ہے۔ اسی سے ہمارے معاشرے میں بڑے معروف دولفظ ہیں۔ جہیز اور تجہیز۔ مر دے کو دفن کرنے سے پہلے جو سامان استعال ہو تاہے اُسکو تجہیز کہتے ہیں۔ یہاں سے اس سے مُر ادوہ غلہ ہے جو یوسف قافلے والوں کو دے رہے تھے۔ جب ایک بھائی نظر نہ آیاتو پوچھا کہ تمہاراوہ بھائی کہاں ہے؟

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ بھائیوں نے کہا کہ ہمیں بارہ نہیں تیرہ لوگوں کاراش دیں کیوں کہ ایک بھائی گھر پہ ہے اور اُس کے بھی بیوی بچے ہیں۔ یوسف کو موقع مل گیا۔ کہنے لگے کہ میں اصول نہیں توڑوں گا۔ تم اُسکاراش لینا چاہتے ہو تو اگلی دفعہ اُسے ساتھ لانا۔ بلکہ بچھ مفسرین کہتے ہیں کہ اُنہوں نے ایک اونٹ کاسامان زیادہ دے بھی دیا اور کہا کہ اگلی دفعہ اپنے بھائی کوساتھ لانا تا کہ مجھے پہتہ چلے کہ تم نے مجھ سے جھوٹ نہیں بولا۔ اُلاتَرَوْنَ اَنِی اُونِی الْکَیْلَ وَ اَنَّا حَدِیُوا اَلْمُنْزِلِیْنَ اِس جملے میں یوسف کی شدید خواہش نظر آتی ہے کہ اُنکا بھائی بنیا مین بھی اُن کے پاس آئے۔

اسی لیئے اپنی تعریف کرتے نظر آرہے ہیں۔ اُوٹی ، وفا کے لفظ سے ہے۔ آگئیل کہتے ہیں ناپ تول یا ناپی ہوئی چیز۔ مُنُولِیُن نزل سے ہے۔ن ، ذ ، ل ، اُتر نا۔ یہاں اس سے مُر ادوہ کھانا ہے جو مہمان کو آتے ہی کھلا یاجائے۔ مہمان نوازی میں جو کھاناسب سے پہلے دیاجا تا ہے ، جو پُر تکلف ہو تا ہے اُسکو نُول کہتے ہیں۔ سورۃ کم سجدہ میں ہم پڑھیں گے ؛۔ جولوگ استقامت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ جنت میں اُنکی مہمان نوازی کریں گے۔ تو یہاں یوسف ہم ہر رہے ہیں کہ دیکھو میں محس بھی ہوں ، پیانہ بھی بھر کے دیتا ہوں ، مہمان نواز بھی ہوں۔ تو تم کیا کرنا؟

فَإِنْ لَّمْ تَأْتُونِ إِبِهِ فَلا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلا تَقْرَبُونِ ﴿٢٠﴾

اگرتم اسے نہ لاؤگے تومیرے پاس تمہارے لیے کوئی غلہ نہیں ہے بلکہ تم میرے قریب بھی نہ پھٹکنا" ۔

یہ سختی کا انداز اس لیے ہے تا کہ وہ بھائی کولے کے آئیں۔

قَالُوُ اسَنُرَ اوِدُعَنُهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَهَاعِلُوْنَ ﴿ ٢١﴾ انهول نے کہا، "ہم کو شش کریں گے کہ والد صاحب اسے بھیجنے پر راضی ہو جائیں، اور ہم ایساضر ور کریں گے "۔

یہاں سے طرزِ گفتگود کیصیں، یوسفٹ نے کہا" یا آئیتِ" بیٹے کیا کہہ رہے ہیں اُس کا باپ۔ یہ فرق ہوتا ہے۔ جولوگ محبت لیتے ہیں، اُن میں خوبصورتی ہوتی ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں سَنُوَ اوِدُ منفی معنوں میں آیا ہے۔ یہاں مطلب ہے باتوں میں اُتارا۔ یوسف کو یقین دلارہے ہیں کہ ہم پوری کوشش کریں گے۔

وَقَالَ لِفِتُينِهِ اجْعَلُوْ ابِضَاعَتَهُمْ فِي مِ كَالْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْ هَا إِذَا انْقَلَبُوْ اللّهُ الْهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿ ٢٢﴾

یوسف ؓ نے اپنے غلاموں کو اشارہ کیا کہ "اِن لو گوں نے غلے کے عوض جو مال دیا ہے وہ چیکے سے ان کے سامان ہی میں رکھ دو" یہ یوسف ؓ نے اِس امید پر کیا کہ گھر پہنچ کر وہ اپناوالیس پایا ہو امال پہچان جائیں گے (یا اِس فیاضی پر احسان مند ہوں گے) اور عجب نہیں کہ پھر پلٹیں۔

لفِتُلِنهِ، فتن سے ہے۔ اس کے معنی ہیں جوان ہونا۔ جوانی سے لے کر بھر پور جوانی تک۔ جیسے آٹھ، نو سال کی عمر سے لے کر ہیں سال کی عمر تک۔ اس کی موئنٹ فتائۃ ہوتی ہے۔ خدمت گار، لونڈی کے لیے استعال ہو تاہے۔ یہاں جوان مُر اد ہے۔ یہاں سے ایک سائیڈ ایشو ملتا ہے کہ خدمت گار جوان لینے چاہئیں۔ جوانوں میں انر جی زیادہ ہوتی ہے۔ توابیاسا تھی جو خدمت کے لیے بھی ہو، دوست بھی ہواور عمر کے لحاظ سے جوان بھی ہو۔

بھائیوں کو مال بھی دیا، پیسے بھی لے لیے اور بعد میں خو د سے پیسے دے کے کہا کہ ان کے سامان میں رکھ دو۔

یہ مال بِضَا کیسے ہو گیا۔ یوسف ہمائیوں کی واپس کے لیئے اینویسٹ کررہے تھے۔ واپس اس لیے کیا کہ

یہ دیکھناچاہتے تھے کہ امانت دار ہیں یا نہیں۔ باپ امانت دار تھے تو یہ بھی ہوں گے۔ دوسری وجہ
مفسرین کہتے ہیں کہ کہیں پسے نہ ہونے کی وجہ سے دوبارہ نہ آسکیں۔ اس سے یہ پہتہ چاتا ہے کہ یوسف خود سے بھی فیصلہ کر سکتے تھے لیکن یہ خیال یوسف کے دل میں کیسے آیا کہ یہ ترکیب استعال کروں تو
یہ واپس آئیں گے۔ یہاں سے یوسف کا initiative نابھی ثابت ہو تا ہے۔ ایک اچھاور کروہ ہو تا
ہے جوخو دو موابس آئیں گے۔ یہاں سے یوسف کا کین این شیمٹولینا اور بغیر مشورے اور رضامندی کے کام کرنا بہت بڑی خیانت ہوتی ہے۔ جتنی مرضی بڑی کہ پین ہولیکن اُس بندے کو ہائر کرتی ہے جس کی اپنی بھی کوئی عقل مو۔ آسان لفظوں میں کہہ سکتے ہیں کہ یوسف نے خود فیصلہ کیا۔

ہمارے لیے عمل کی بات بیہ ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت کرتے ہوئے اُنہیں initiative لینا سکھائیں۔ یوسف کے اس عمل سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اُنہیں مال سے کوئی رغبت نہیں تھی۔ اتنی مشکل میں بھی مال مفت میں دے رہے ہیں اور وہ سامان کیا تھا؟ اُس زمانے میں چیزیں بیجتے تھے۔ تووہ کوئی سوت، یا کوئی ایسی چیز تھی۔ اب اس کے بعد یہ بات ختم۔ اب منظر پاٹتا ہے۔

فَلَمَّا رَجَعُوٓ اللَّهَ الدِّيهِمْ قَالُوْ اليَّابَانَا مُنِعَمِنَّا الْكَيْلُ فَأَنْسِلُ مَعَنَا آخَانَا نَكْتَلُ وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُوْنَ ﴿٢٣﴾

جبوہ اپنے باپ کے پاس گئے تو کہا" اباجان، آئندہ ہم کوغلہ دینے سے انکار کر دیا گیاہے، لہذا آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے تا کہ ہم غلہ لے کر آئیں اور اس کی حفاظت کے ہم ذمہ دار ہیں"

یہاں اند از نوٹ کریں کہ یوسف کے احسانات، یوسف کا انکوا تنی عزت دینا، اُسکا تذکرہ کرنے سے پہلا ، باپ کے سامنے پہلا جملہ کیا بولتے ہیں کہ مُنِعَ مِنّا الْکَیْلُ ہم سے تو اناح روک لیا گیا۔ اس کو کہتے ہیں شکائتی رویہ۔ یہ وہ سوچ ہے جو انسان کو آگے بڑھنے سے روکتی ہے۔

حالات ایک ہی قشم کے ہوتے ہیں لیکن انسان دوقشم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو ہمیشہ روش پہلود کھتے ہیں۔ مثلاً آپ ایک بو تل میں پانی ڈالیں اور سب سے ہیں۔ مثلاً آپ ایک بو تل میں پانی ڈالیں اور سب سے بو چھیں کہ یہ کیا ہے تو پچھ کہیں کہ بو تل آدھی خالی ہے تو یہ تاریک بہلود کھنے والے ہیں اور جس کی مثبت سوچہوگی وہ کہے گا آدھی بو تل پانی سے جری ہے۔ کہہ دونوں ٹھیک رہے ہیں لیکن سوچ کا انداز اُس کا ٹھیک ہے جو مثبت انداز میں بات کر رہا ہے۔ اس کو شکر گذاری کہتے ہیں۔ بچیوں کو شادی کر کے بھیج رہے ہیں یا پچوں کی تربیت کی بات ہے ہمیشہ سکھائیں کہ پہلے جو ہے اُسکاذ کر کریں۔ ہم بہنوں کا بید مسکلہ ہے جو شو ہر لے آئیں اُسکو نہیں و بھیس، جورہ گیا اُس کا شکوہ شروع ہو جاتی ہیں۔ نبی گی حدیث کا خلاصہ ہے کہ ایک عورت برسوں تک اپنی ماں باپ کے گھر رہتی ہے ، رشتہ نہیں آتا، کی حدیث کا خلاصہ ہے کہ ایک عورت برسوں تک اپنی ماں باپ کے گھر رہتی ہے ، رشتہ نہیں آتا، انظار میں ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ آئے۔ پھر اللہ کسی کو بھیج دیتا ہے اور وہ شادی ہو کے اُس کے گھر چلی جاتی ہوں گئی نہیں آیا، انظار میں ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ آئے۔ پھر اللہ کسی کو بھیج دیتا ہے اور وہ شادی ہو کے اُس کے گھر چلی جاتی ہو گئی تھیں۔ بھر اللہ کسی کو بھیج دیتا ہے اور وہ شادی ہو کے اُس کے گھر چلی جاتی ہیں یا یا۔

یہ حدیث کاخلاصہ ہے۔الفاظ فرق ہوسکتے ہیں۔ناشکر این ہو تاہے۔خودسے پوچھیے۔ کیامیر اانداز شکائیتی تو نہیں اور کسی کو شکائیتی بندہ اچھا نہیں لگتا۔ آپ کے بیچا اگر ہر وقت آپ کے ساتھ شکائیت کرتے رہیں تو آپ چڑنے لگیں گی۔

یہاں ایک چھوٹاسانقطہ نوٹ کرلیں کہ یہ جو بارہ بھائی ہیں یہ بنی اسر ائیل کو متعارف کروارہے
ہیں۔ انہی بارہ کی نسلوں سے بارہ قبیلے چلے تھے جن کا تذکرہ ہم سورۃ بقرہ میں پڑھ چکے ہیں۔ توسوچ
جاتی ہے۔ یوسف کو جو اللہ تعالیٰ نے چُنا تو وہ اُن کی خوبصورتی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ ان کے
جاتی ہے۔ یوسف کو جو اللہ تعالیٰ نے چُنا تو وہ اُن کی خوبصورتی کی وجہ سے تھا۔ تو بُرے حالات کا تذکرہ نہیں بلکہ
اُس میں اُمید کی ایک شمع کو روشن کرلیں۔ فَائُسِلُ مَعَنَا اَنْحَانَا نَکُمَّلُ وَانَّا لَهُ لَمُؤْوَنَ۔ انہی سامان
نہیں کھولا، پہلے ہی ساری باتیں کر دیں۔ باپ کو پہلے ہی تیار کررہے ہیں۔ وَانَّا لَهُ لَمُؤُونَ یہ الفاظ کس
منہ سے کہہ رہے ہیں۔ یعقوبؓ کے دل میں تو آیا ہو گا کہ انچھاولی حفاظت کروگے جیسی یوسف گی کر
منہ سے کہہ رہے ہیں۔ یعقوبؓ کے دل میں تو آیا ہو گا کہ انچھاولی حفاظت کروگے جیسی یوسف گی کر

قَالَ هَلُ امَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا آمِنُتُكُمْ عَلَى آخِيْهِ مِنْ قَبُلُ فَاللهُ خَيْرٌ حْفِظًا وَهُوَ آمُحَمُ الرَّحِمِيْنَ ﴿٢٢﴾

باپ نے جواب دیا" کیامیں اُس کے معاملہ میں تم پر ویساہی بھر وسہ کروں جبیبااِس سے پہلے اُس کے بھائی کے معاملہ میں کر چکا ہوں؟ اللہ ہی بہتر محافظ ہے اور وہ سب سے بڑھ کررحم فرمانے والاہے"۔

یہ جملہ حقیقت کی بنیاد پہ ہے۔ کبھی نہ کبھی توانسان کو سننی ہی پڑتی ہے۔ آپکامعاملہ کتنے اچھے، عاجز انسان سے پڑجائے لیکن یادر کھیئے"سودن چور کے ،ایک دن شاہ کا"ہو تاہے۔

یہاں یہ عمل کی بات ہے کہ آپ کی حقیقت ایک دن کھلے گی۔ جس طرح سورج کو چڑھنے سے کوئی مہیں سکتا۔ نہیں روک سکتا، اُسی طرح "میں اصل میں کیا ہوں" یہ دنیا کے سامنے آنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ انسانوں کی ایک بہت بڑی غلط فہمی ہوتی ہے کہ اُن کا اصل لو گوں سے چھُپارہ سکتا ہے۔ کتنے سالوں کے بعد یعقوب کے منہ سے یہ جملہ بھائیوں کو سُننا ہی پڑا۔ اور ایک دفعہ کی غلطی سے وہ اعتماد بھی نہیں رہتا۔ آج اُس اعتماد سے بات نہیں کررہے جس اعتماد سے یوسف گولے جانے کے لیے کررہے سے ۔ اس سے یہ پتہ چپتا ہے کہ غلط کام انسان کا اعتماد کمزور کر دیتا ہے۔ اور اللّٰہ کے ساتھ اعتماد ہونے کا نام ہی یہ کہ انسان اُس کام کو دوبارہ کر ہی نہیں یا تا۔

فَاللَّهُ نَحُدُرٌ حُفِظًا ۔ یہ جملہ نوٹ کریں کہ یعقوب نے یوسف کو جھجے ہوئے یہ جملہ نہیں بولا تھا۔ بلکہ اُن کو کہا تھا کہ تم اس کا خیال رکھنا۔ اب چو نکہ اللّٰہ کی حفاظت میں دے رہے ہیں تو بہتر ہو گا۔ یعقوب تو اللّٰہ کی حفاظت میں دیے ہیں۔" امام ظامن"کی۔ بازو کی حفاظت میں دیتے ہیں۔" امام ظامن"کی۔ بازو میں ایک دھاگہ باندھ دیتے ہیں کہ اب فلال امام تمہارے ظامن ہیں اب وہ تمہاری حفاظت کریں گے۔ (استغفر اللّٰہ)